© rasailojaraid.com

عالمی اسلامی کانفرنس

عراق میں نو روز

(۲)

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

ہندوستان کے نمائندے کو نائب رئیس اول بنانے پر مجھے تعجب سا ہوا، کیونکہ بہت کچھ ہونے کے باوجود ہندوستان اصطلاحی طور پر "مسلم مملکت" نہیں ہے، اس پر بھی ہمارے ملک کو یہ امتیاز بخشا گیا، اس چیز کو موتمر میں شریک ہونے والے تمام ہی نمائندوں نے مسرت آمیز انداز میں محسوس کیا اور مجھے مبارکباد دی، عہدہ داروں کے انتخاب کے بعد چند کمیٹیاں بنائی گئیں، خاص طور پر موتمر میں پیش ہونے والی تجویزیں مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل ہوئی، — اور پہلی نشست کی کارروائی اس مرحلے پر ختم ہوگئی۔ رات کے کھانے کا انتظام ڈاکٹر احمد عبدالستار جواری وزیر دولت اور رئیس لجنۃ التحضیر مؤتمر علماء المسلمین کی طرف سے اُمّ الطبول کی "جامع الشہداء" میں تھا، "جامع الشہداء" بغداد کی تاریخی اور نہایت شاندار مسجد ہے، اس کی وسیع جدید عمارت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے، اجتماع کی پہلی نشست سے فارغ ہوکر پروگرام کے مطابق تمام نمائندے "جامع الشہداء" پہونچ گئے اور عشاء کی نماز باجماعت میں شریک ہوئے، مسجد کے ساتھ بڑے بڑے ہال بنے ہوئے ہیں، کھانے کا انتظام یہیں تھا، رات زیادہ ہوگئی تھی ورنہ اس خوبصورت مسجد اور اس کے کتبوں اور تحریروں کا اطمینان سے مطالعہ کیا جاتا، کھانے کے بعد واپسی میں اس کے دروازوں پر سرسری نظر ڈالی اور قیام گاہ لوٹ آئے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے یہ مسجد "جامع ام الطبول" کے نام سے مشہور تھی، تعمیر جدید کے بعد اس کا نام "جامع الشہداء" ہوگیا۔ جامع الشہداء کا یہ ڈنر ہر لحاظ سے شاندار رہا، محفل کی چہل پہل بڑی ہی دل آویز تھی، دور دور سے آئے ہوئے نمایندے کھلے دل سے باتیں کر رہے تھے، مذاکروں کا رنگ ادبی بھی تھا اور علمی بھی، یہ پُر رونق اجتماع کم و بیش دو گھنٹے رہا، شیخ نافع قاسم اور ڈاکٹر عبد الستار مجلس کی نوک پلک درست کرنے میں ہمہ تن مشغول رہے۔

جمعہ ۱۴ فروری کی صبح کو سامرا جانے کا پروگرام تھا، قرار داد کے مطابق تمام وفود پہلے "قاعۃ النعمان" میں جمع ہوئے اور ۱۰ بجے کے قریب بسیں اس تاریخی شہر کے اجڑے ہوئے نشانات دیکھنے کے لیے رُوانہ ہوگئیں، سامرا کی قدیم تاریخ کے بہت سے نقوش ذہن میں تھے اس لیے قدرتی طور پر عباسیوں کے اس دوسرے فنی شاہکار کے کھنڈر دیکھنے کا شوق تھا۔ "بُرہان" کے تلخیص و ترجمہ کے تحت جولائی ۱۹۳۹ء میں کیپٹن کُرلیسول پروفیسر جامعہ فواد اول مصر کا ایک محققانہ مضمون شایع ہوا تھا، مقالے کے مترجم "ندوۃ المصنفین" کے رفیق مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی تھے جو ان دنوں دار العلوم الاسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی میں استاذ ہیں، پروگرام میں سامَرّار کا نام دیکھا تو ۳۶ سال قبل کے شائع شدہ مضمون کی یاد تازہ ہوگئی، یہ مضمون "برہان" کے چار نمبروں میں شائع ہوا تھا اور بہت پسند کیا گیا تھا۔ مورخ "یعقوبی" نے سامرا (سُرّ من رائ) کی تاسیس کے متعلق لکھا ہے "سُرّ مَن رائ خلفائے بنو ہاشم کا دوسرا فنی شاہکار رہے، یہ آٹھ عباسی خلفاء کا مرکزِ حکومت رہا ہے جن کے نام یہ ہیں: معتصم ابن ہارون الرشید، واثق ہارون بن معتصم، متوکل جعفر بن معتصم، منتصر محمد بن متوکل، مستعین احمد بن محمد بن معتصم، معتز ابو عبداللہ بن متوکل، مہدی محمد بن واثق، معتمد احمد بن متوکل، سُرّ من رائ (جس نے دیکھا مسرور و شاداں ہوا) سامَرّا (Samarra) کا اصل تلفظ یہی ہے" اور سامرا اسی کا اختصار ہے، یہ بغداد اور تکریت کے درمیان دجلہ کے مشرقی ساحل پر بغداد سے ۹۰ میل (تقریباً ۱۵۰ کیلومیٹر) ہے اسی شہر میں وہ مشہور سرنگ ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ امام مہدی یہیں سے نکلیں گے، کہتے ہیں اس شہر کو سب سے پہلے سام بن نوح نے آباد کیا تھا اور یہ اسی کی طرف منسوب ہے، فارسی میں اس کا تلفظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سام راہ (سام کا راستہ) ہے، مشہور ہے کہ اس مقام کے متعلق برکت کی روایتیں سن کر سفاح نے بھی یہاں شہر آباد کرنا چاہا تھا اور پھر منصور اور ہارون الرشید نے بھی، بالآخر قرعۂ فال ہارون الرشید کے بیٹے معتصم کے نام نکلا اور اس نے ۲۲۱ھ میں اس کو آباد کیا (معجم البلدان ج ۵ ص ۳۸) پروگرام کے مطابق سب سے پہلے ہمارا قافلہ جامع متوکل باللہ العباسی کے لق ودق میدان میں پہونچا، اسی میدان میں جمعہ کی نماز کا انتظام کیا گیا تھا، جامع متوکل کا اس وقت کا نقشہ یہ ہے کہ ایک بہت وسیع میدان اونچی اونچی دیواروں سے گھرا ہوا ہے، یہ دیواریں بھی کافی قدیم معلوم ہو رہی تھیں، جمعہ کی نماز دیواروں سے گھرے ہوئے اسی میدان میں ہوئی، وفودِ موتمر کے علاوہ مقامی آبادی کا بھی ایک طبقہ نماز میں شریک ہوا، نماز جامعہ ازہر کے وکیل عام مولانا شیخ عبدالرحمن بیسار نے پڑھائی، شیخ کا خطبہ جمعہ بھی زوردار اور اثر انگیز تھا، سنتوں سے فراغت کے بعد دیر تک ہم سب اس اجڑی ہوئی مسجد کے طول وعرض کو دیکھتے رہے، مولانا مفتی ضیاء الدین بابا خاں سے میں نے کہا "مولانا اب یہاں متوکل کے دور کی زمین کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں ہے"، مفتی صاحب نے عربی میں برجستہ جواب دیا "نہیں آسمان بھی اسی عہد کا ہے"، مفتی ضیاء الدین صاحب فارسی اور عربی کے علاوہ دوسری کوئی زبان نہیں سمجھتے، اردو بولنے والے صرف تین وفدوں کے ارکان تھے، ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش، افغانی ڈیلیگیشن کے رئیس الوفد مولانا عنایت اللہ ابلاغ بھی تھوڑی تھوڑی اردو بول لیتے تھے، کہتے تھے ایک زمانے میں اردو کی مشق تھی اب چھوٹ گئی ہے، باقی تمام ملکوں کے نمائندے صرف عربی میں گفتگو کرتے تھے، متوکل باللہ کے دور کی یہ مسجد جس کے زمین اور آسمان کی بات ہو رہی تھی، کبھی اپنی وسعت اور مضبوطی میں بے مثال سمجھی جاتی تھی "سرمن رائی" کی تعمیرات کے ساتھ اس مسجد کی تعمیر کی بھی تفصیل ملتی ہے عام تاریخوں میں ہے کہ حیرہ کے شروع ہی میں آبادی سے دور اور جاگیروں اور بازاروں سے الگ تھلگ ایک بہت بڑی عالیشان مسجد تعمیر کرائی گئی، جعفر متوکل نے یہ مسجد غایت درجہ مضبوط مستحکم اور وسیع بنائی تھی، اس میں ایک پانی کا فوارہ تھا جس کا پانی کبھی بند نہ ہوتا تھا، وادی ابراہیم بن ریاح سے جو سڑک نکلتی تھی اس پر تین نہایت کشادہ اور بڑی بڑی سڑکیں تین جانب سے اس مسجد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی طرف آتی تھیں، ہر سڑک پر ہر قسم کے تجارتی سامان کی بڑی بڑی فرلیں اور صنعت وحرفت کے کارخانے موجود تھے، ہر ایک سڑک کی چوڑائی کم سے کم سو ہات تھی تاکہ جب خلیفہ اپنے خدم وحشم کے ساتھ مسجد میں آئے تو راستے میں تنگی اور دشواری نہ ہو۔ قلتِ وقت اور بندھے ہوئے پروگراموں کی وجہ سے نہ توہم اس قدیم دارالسلطنت کے محلوں، بازاروں اور حویلیوں کے پُر ہیبت کھنڈر دیکھ سکے، نہ اس کی جدید آبادی ہی میں گھوم پھر سکے بلکہ اس کے ٹوٹے اور مٹے ہوئے نقش ونگار اور شکستہ دیواروں کو چشمِ تصور سے دیکھ کر آگے بڑھ گئے، اور زبانِ حال سے "تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" کے غیر فانی اصول کی معجز نمائیوں کا وِرد کرتے رہے۔

جامع متوکل باللہ کی یہ تھوڑی سی تفصیل اس لیے بھی دی گئی کہ اس کی زیارت ہمارے پروگرام کا اہم ترجزو تھی، نیز یہ کہ پڑھنے والوں کے ذہن میں ہزاروں سال پہلے کی اس مسجد کا ہلکا سا اجمالی نقشہ آجائے، مؤتمر کے کارپردازوں نے خوب کیا کہ نمازِ جمعہ کا پروگرام زمانۂ قدیم کے اس لاجواب تاریخی شہر کی جامع مسجد میں رکھا، پروگرام میں گنجائش ہوتی تو شہر کے دوسرے بے شمار نشانوں اور کھنڈروں کو بھی دیکھتے اور عبرت حاصل کرتے لیکن واپسی ہر وزہ تھی اس لیے مسجد سے سیدھے حکومت کے قائم کیے ہوئے دواسازی کے مرکز "الشرکۃ العامۃ لصناعات الادویۃ" کی سیر کے لیے روانہ ہوگئے گویا قدیم کھنڈروں کی دنیا سے ایک جدید اور متمدن دنیا میں آگئے، ہمیں بتایا گیا کہ دواسازی کا یہ کارخانہ نہ صرف عراق بلکہ پوری مشرق وسطیٰ میں سب سے بڑا کارخانہ ہے، قاعدے میں اس عظیم الشان کارخانے کو دیکھنے کے لئے کئی گھنٹوں کی ضرورت تھی مگر ہم اس کا سرسری ہی معائنہ کرسکے ایک دوا مرحلہ بہ مرحلہ کس طرح تیار ہوتی ہے، بے شمار عرقوں، سفوفوں، گولیوں اور کیپسولوں کی تیاری کے لیے کتنی مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے، رواروی میں ہم نے اس کا جائزہ لیا، بعض باتیں دریافت بھی کیں یہ دیکھ کر بہرحال مسرت ہوئی کہ اب ہماری مسلم مملکتیں بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کی کارفرمائیوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ میری کمزوری اور اضمحلال کو دیکھ کر ایک نفیس نوجوان محمد علی نے خوب سہارا دیا، ان کے سہارے سے کارخانے کی کئی منزلیں دیکھ سکا،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیال کرتا رہا ضعیفی بھی کیا نعمت ہے کہ نوجوانوں کو بوڑھوں کی خدمت پر آمادہ کرتی ہے، تیز گامی کے باوجود وقت اندازے سے زیادہ لگ گیا اور اس وسیع وعریض کارخانے کے بہت سے حصے دیکھنے سے رہ گئے، دوپہر کے کھانے کا انتظام محافظِ بغداد کی طرف سے سامرا ہی میں تھا کارخانے کے معائنے کو ادھورا چھوڑ کر تمام مہمان بسوں سے طعام گاہ تک پہونچا دیے گئے، دعوت کا انتظام ایک وسیع ہال میں کیا گیا تھا، کھانے سے پہلے نشستوں کا نظم بھی اعلیٰ درجے کا تھا، نفیس قسم کے صوفا سیٹ بچھا دیے گئے تھے اور مشروباتِ طیبہ کا اہتمام بھی خوب تھا، لنچ اور اس کے لوازمات سے چار بجے کے قریب فراغت ہوئی اور فوراً ہی بغداد کے لیے روانہ ہو گئے، بسیں آرام دہ اور تیز رفتار تھیں، ۵½ بجے سے قبل ہی بغداد پہونچ گئے، قیام گاہ آکر معلوم ہوا کہ ہندوستانی وفد کے ایک اور ممبر حیدر آباد کے مولانا سید محمد حبیب عمر حسینی بھی تشریف لے آئے ہیں، مولانا اپنے کسی عزیز کی تلاش میں جو بغداد میں مقیم ہیں چلے گئے تھے، تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئے" مولانا سید حبیب، مرحوم مولانا سید بادشاہ حسینی کے صاحبزادے ہیں، مولانا سید بادشاہ حسینی کا شمار مشائخِ حیدر آباد میں ہوتا تھا، وعظ بھی خوب کہتے تھے، اور ان کی ارشاد وتلقین کی محفل بھی وسیع اور بارونق تھی، مولانا سید حبیب ان کے نیک دل صاحبزادے ہیں اور اپنا حلقۂ اثر رکھتے ہیں، "آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت" کے مقاصد اور پروگراموں میں بھی دلچسپی لیتے ہیں، ان کے آجانے سے ایک شریف اور سادہ دل رفیق میسر آگیا اور ڈیلیگیشن کی ترکیب بھی ٹھیک ہو گئی، علٰحدہ کمرے کے بجائے مولانا کا قیام میرے ہی کمرے میں ہوا، موصوف سفرِ حج سے بمبئی واپس پہونچے تو ان کو معلوم ہوا کہ بغداد کی علماء کانفرنس میں مدعو ہیں، کانفرنس شروع ہو چکی تھی اور وقت میں گنجائش نہیں تھی اس لیے حیدر آباد کے بجائے سیدھے دہلی آگئے اور دہلی سے بغداد پہونچ گئے۔

شنبہ کی صبح کا پروگرام یہ بنایا گیا کہ کانفرنس کے اجتماع سے قبل امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد اور مزار پر ہو آئیں، اور کاظمین کی زیارت سے بھی فارغ ہو جائیں، قاضی ابو یوسف کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسجد اور مزار کلیہ کے قریب بلکہ ایک دوسرے سے لگے ہوئے ہیں، ہم لوگ پہلے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے دفتر میں پہونچے منتظم صاحب نے ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا اور دیر تک باتیں کرتے رہے، متعدد اہم کتابیں بھی ہدیہ میں دیں، وقت کی تنگی کا عذر کر کے ان سے اجازت چاہی اور مسجد و مزار کی زیارت کرانے کے لئے رہبر ساتھ لے لیا، ان دنوں مسجد اور اس سے ملحقہ عمارتوں کی توسیع و تجدید ہو رہی تھی، ہم نے مسجد کے ایک گوشے میں تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھیں اور مزار پر حاضر ہو گئے۔ بنگلہ دیش کا ڈیلیگیشن بھی ساتھ تھا، مرقدِ مبارک کی پائینتی دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے، عجب طرح کا سکون محسوس ہوا پوری فضا نور سے بھری ہوئی معلوم ہوتی تھی، ان لمحات میں قدرتی طور پر امام والا مقام کے عظمت کے نقوش قلب پر مرتسم ہو گئے اور امام اعظم کے سایۂ عاطفت میں رہ کر انھوں نے امتِ مرحومہ کی جو لازوال خدمت کی ہے اس کی پرچھائیاں آنکھوں کے سامنے آنے لگیں، دیگر بے شمار کمالات کے علاوہ حضرت قاضی صاحب کی یہ خصوصیت بھی غیر معمولی ہے کہ آئمۂ جرح و تعدیل اور اساطین حدیث نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے، امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے شاگرد اور فقہ حنفی کے اس مینارۂ نور کو محدثین کرام اس مرتبۂ عظمیٰ سے نوازدیں، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس ماحول میں وہ وصیت نامہ بھی یاد آگیا جو خلیفہ ہارون الرشید کی حکومت کے چیف جسٹس، (قاضی القضاۃ) نے خلیفہ کی فرمائش پر تحریر فرمایا تھا، اس وصیت نامے اور تاریخی مکتوب کو پڑھ کر امام عالی مرتبت کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ان کی وصیت و نصیحت کا انداز کس قدر بے لوث اور جرأت مندانہ ہے، موقع ملتا تو یہاں اس مکتوب اور وصیت نامے کے جستہ جستہ حصے تحریر کیے جاتے، مگر مجھے تو آگے بڑھنا ہے۔ امام دار الہجرۃ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مکتوب بھی تاریخ کے سینے پر ثبت ہے جو امام عالی مقام نے ہارون الرشید کے نام تحریر فرمایا تھا اور جس میں عقیدہ و عمل کی تمام ہی بنیادیں اپنی زبردست اثر انگیزیوں کے ساتھ موجود ہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ امام دار الہجرۃ حکومت کے رکن نہیں تھے، ان کے ارشادات اور نصائح کا رنگ ان کی شان کے مطابق ہونا ہی چاہیئے تھا،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قاضی صاحب حکومت کے رکنِ رکین تھے اور حکومت بھی ایک مطلق العنان بادشاہ کی تھی لیکن وصیت نامے کے ایک ایک فقرے میں علم و تقویٰ، احقاقِ حق اور جرأت و بے خوفی کی شان جس طرح جھلک رہی ہے اس کا حقیقی اندازہ پورا وصیت نامہ پڑھ کر ہی ہوسکتا ہے، مجھے اس تاریخی وصیت نامے کے بہت سے حصے یاد ہیں یا ان کا خلاصہ ذہن میں ہے مگر یہ موقع امام صاحب کے سوانح حیات تحریر کرنے کا نہیں ہے، اس وقت جہاں اور بہت سی باتیں یاد آئیں امام صاحب کی عدیم النظیر اور مایۂ ناز تالیف "کتاب الخراج" کی خصوصیات خاص طور پر زیادہ یاد آئیں اور حضرت الاستاذ قدس سرہٗ کا یہ ارشاد بھی دماغ میں ابھرا کہ امالیِ ابی یوسف کی چالیس جلدیں جرمنی میں محفوظ ہیں۔

کانفرنس کا وقت قریب آرہا تھا اور ہمیں بغداد کے مشہور ترین مقام کاظمین کی زیارت سے بھی ابھی فارغ ہونا تھا، کاظمین جس کا دوسرا نام کاظمیہ ہے اپنے رنگ کی نہایت نفیس عمارت ہے، عمارت کی بُرجیاں، چوگوشے، گنبد، سب ہی شاندار ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سونے کا محل کھڑا ہے، یہ امام موسیٰ کاظم اور ان کے نامور پوتے محمد تقی الجواد کا مدفن و مرقد ہے، ان دونوں حضرات کا شمار اثنا عشری اماموں میں ہوتا ہے، یہ مقام خاص طور پر شیعہ حضرات کا مرکزِ عقیدت ہے، اس کے وسیع دالانوں میں ہر وقت سیکڑوں زائرین موجود رہتے ہیں اور سیکڑوں آتے جاتے رہتے ہیں، منتیں مانگتے ہیں اور اپنے اپنے طریقے سے عبادت کرتے اور عقیدت و ارادت کا اظہار کرتے ہیں، ہم نے ان مزارات پر فاتحہ پڑھی اور چند منٹ تعمیر کی خوش نمائی، مضبوطی اور صنعت کاری کا جائزہ لیتے رہے، کلسوں، برجیوں، محرابوں اور گنبد کا بڑا حصہ زرِ خالص سے مطلّیٰ اور مرصّع ہے، آبِ طلا سے نہیں، سونے کی چادروں اور چوکوں سے، عمارت کا پورا ماحول اور در و بست آنکھوں کو خوب دلفریب نظارہ دیتا ہے، وقت بالکل نہیں رہا تھا ورنہ یہاں کے منتظمین سے ملاقات کرتے اور ضروری تاریخی معلومات حاصل کرتے۔

(باقی)

© rasailojaraid.com